

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

عبدیتِ مُصطفیٰ ﷺ

ملکِ التَّحَرُّرِ عَلَامَہُ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ یَحْیٰی انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

23-2-75/6 منظرہ - حیدرآباد - اے بی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى شَيْبِنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 مَنْ عَلَيْنَا رَبُّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيُّدُهُ بِأَيْدِيهِ أَتَيْنَا بِأَحْمَدًا
 أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَوْسَلَهُ مُنْجِدًا صَلُّوا عَلَيْهِ دَائِمًا صَلُّوا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
 صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
 اپ کے سید پرکارے تم ہمارے ہم تمہارے
 یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(مختصر بھارت اعظم ہندوستان سید محمد شرفی بیانی قدس سرہ)

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ
 وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا
 عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۷	شانِ عہدیت	۱
۹	حقیقت مقامِ عہدیت	۲
۱۱	عہد کی اقسام	۳
۱۳	ہر کام باذن اللہ عینِ توحید ہے	۴
۱۵	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد	۵
۱۶	حضور نبی کریم ﷺ کا مقامِ عہدیت	۶
۱۹	مقتصد تحقیق انہارِ عہدیت	۷
۲۳	رحمتِ عالم ﷺ کی شانِ عہدیت	۸
۲۴	حضور ﷺ کا مقامِ بندگی	۹
۲۷	حضور ﷺ کی خفاقت اور عبادت میں اولیت	۱۰
۲۹	حضور ﷺ ہی اول المسلمین ہیں	۱۱
۳۳	عہدیت محمدی ﷺ کا اقرار	۱۲
۳۴	عہدیت کے مدارج	۱۳
۳۵	مقامِ عہدیت و رسالت	۱۴
۳۷	مقامِ محبوبیت	۱۵
۳۹	شانِ عہدیت و محبوبیت	۱۶

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۷	واقی اور عطائی علم غیب	۴۴
۱۸	شان محبوبیت اور سنت الہی	۵۹
۱۹	کفار کے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کے جوابات	۶۰
۲۰	نزول قرآن اور شان عہدیت	۶۲
۲۱	معراج عہدیت	۶۶
۲۲	عقیدہ توحید اور جشن میلاد النبی ﷺ کا باہمی تعلق	۶۹

وَأَجْمَلْ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَكْمَلْ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الْبَشَاءِ
خُلِقْتَ مُبَرَّزَةً وَسَّ كَلَّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے حسن و جمال کے تاجدار! احمق قرار

آپ سے بڑھ کر کوئی حسن و جمال والا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا
آپ سے بڑھ کر صاحب کمال تمام جہاں کی صورتوں کی آغوش میں کبھی کوئی نہیں پیدا ہوا
خالق حسن و جمال نے آپ کو ہر صیب سے بری اور پاک پیدا فرمایا ہے
گویا آپ جس طرح چاہے تھے مخلوق عالم نے آپ کی تخلیق فرمائی۔

(سیدنا حسنین بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين ... أما بعد

شانِ عیدیت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عید عالم حضور نبی کریم ﷺ کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا ان میں سب سے بڑا امتیاز و کمال عیدیت کا مقام ہے۔
عربی زبان میں عید کا معنی غلام اور بندہ کے ہیں اور کسی کے عید ہونے کو عیدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عید کے معنی و مفہوم کے بارے میں عام لوگوں کے ذہن میں ایک غلط فہمی ہے کہ لفظ عید کا اطلاق صرف انسان پر کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اپنی معنوی وسعت کے اعتبار سے لفظ عید ہر موجودات کائنات کو محیط ہے کائنات ارضی و سماوی میں موجود ہر چیز بارگاہ رب العزت میں عید کا درجہ رکھتی ہے۔

عبادت کے لائق صرف خالق کائنات کی ذات ہے جب کہ خلقت کے اعتبار سے عالم ارضی اور عالم بالا سے تعلق رکھنے والی ہر چیز جن و انس ملائکہ حیوانات نباتات جمادات شجر و حجر غرض کہ کائنات بسط کے ہر ہر گوشے میں پائی جانے والی ہر چیز اپنے خالق و مالک کے ساتھ رشتہ بندگی میں منسلک ہے۔
’عید‘ کے معنی عابد بھی ہوتے ہیں اور غلام و خادم کے بھی ہوتے ہیں جب عید کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا جائے گا تو ’عید‘ کے معنی عابد ہوں گے

اور جب غیر اللہ کی طرف نسبت ہوگی تو معنی ہوں گے خادم و غلام۔۔۔ لہذا
عبداللہی کے معنی نبی کا غلام قرآن کریم فرماتا ہے: حضور ﷺ کو حکم دیا گیا کہ
﴿قُلْ يٰعِبَادِیْ﴾ فرماؤ (یعنی اپنی امت سے فرماؤ) اے میرے بندو ﴿قُلْ
يٰعِبَادِیْ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ
یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا﴾ (الزمر/۵۳)

تم فرماؤ کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ تعالیٰ
کی رحمت سے نا اُمید و مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

اس آیت میں ﴿یٰعِبَادِیْ﴾ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے بندے ہیں
یعنی غلام اور خادم کے معنوں میں بندے کہا گیا۔ اب اس آیت کے یہ معنی
ہوئے کہ اے محبوب فرماؤ کہ اے میرے غلامو!۔

اب اس خطاب سے کفار خود بخود نکل گئے کیونکہ حضور ﷺ کے غلام
اور خدام تو مسلمان ہی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "ازالة الخفاء" میں حدیث نقل کی
ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی
نسبت فرمایا کنت عبده و خادمہ میں حضور ﷺ کا بندہ اور خادم ہوں۔

صحابہ کرام نے بھی بار بار فرمایا کہ کنت انا عبده و خادمہ میں حضور
ﷺ کا عبد اور خادم ہوں۔ (دیکھیں ہماری کتاب "حقیقت شرک")

خالق کے ساتھ رشتہ بندگی کے استوار کرنے کو مقام عہد بت سے تعبیر
کیا جاتا ہے۔

ارشاد قرآنی کے مطابق آسمانوں اور زمین ہر ایک کو اس کے مقام عہدیت سے روشناس اور آگاہ کر دیا گیا ہے اور کائنات کی ہر چیز اور وجود اپنے محدود حقیقی کے حضور تسبیح و تہلیل و عبادت میں مصروف ہے۔ ﴿إِنَّ كُلَّ فِئْسِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِسِ الرَّحْمَنِ عَبْدًا﴾ (مریم ۱۹: ۹۳) آسمانوں اور زمین جو کوئی بھی (آباد) ہیں (خواہ قرشتے ہیں یا) (جن و انس) وہ اللہ تعالیٰ کے حضور محض بندہ کے طور پر حاضر ہونے والے ہیں۔

کائنات ارضی و سماوی میں پائی جانے والی ہر نوع کو حقوق اپنے مقام کی مناسبت سے درجہ عہدیت پر فائز ہے۔

کفار و مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس نلط عقیدے کا بطلان بڑے واضح لفظوں میں کیا ہے ﴿قُلْ وَبَلَدٌ مُّكْرَمُونَ﴾ (الانبیاء ۲۱: ۲۹) بلکہ وہ (اللہ تعالیٰ کے) معزز بندے ہیں۔

حقیقت مقام عہدیت

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں بنائیت و رجبہ عاجزی فروتنی ہے مانگی اور کمال تذلل کا نام بندگی ہے اور مقام عہدیت اس احساس سے بدرجہ اتم سرشار ہونا ہے بندہ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرط عجز و نیاز سے جھکتا چلا جاتا ہے تو اس کا جو ہر زندگی کھلنے لگتا ہے اور وہ مقام عہدیت میں پہنچنے سے پہلے تر ہوتا جاتا ہے جب بندہ خود کو عاجز بے بس تصور و اور خطا کا سمجھ کر انفعال

وندامت کی کیفیت میں ذوب جاتا ہے تو بارگاہ الہی میں سر پہنچا دھوتے ہی اس کے قلب و باطن میں عہدیت کا نور بھرا دیا جاتا ہے اور انوار الہیہ اس کی باطنی کائنات کو اپنی پلیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اس کی جمین بندگی جس قدر غریب و بجز واکساری سے خالق کائنات کے حضور شرم ہوتی ہے اس کا مقام عہدیت نئی بلندیوں اور رفعتوں سے ہمنما ہونے لگتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **وَمَا تَوَاضَعُ أَحَدُكُمْ لِّلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ** (مسلم شریف) جو کوئی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم خدا کی زمین پر اکڑا کڑا کر چلتے ہیں اور مخلوق خداوندی کو حقیر و ادنیٰ سمجھتے ہیں؟ کیا اس غرور و معنویت پر مبنی طرز عمل اپنا کر ہم اس حقیقت سے نا آشنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم کتنے گر چکے ہیں اور دنیا میں ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں بارگاہ خداوندی میں حقیقی عزت اس کی بارگاہ ہے ہوتا کے آگے جھکنے اور بندگان خدا سے تواضع خاکساری اور بجز واکساری کا انداز اختیار کئے رکھنے میں مضمر ہے۔ جو درخت جتنا شرم دار ہوتا ہے وہ اتنا ہی جھکا ہوا ہوتا ہے۔ (دیکھیں ہماری کتاب اللہ تعالیٰ کی کبریائی)

عبد کی اقسام

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی عبد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے عبد ہے عبد کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

عبدالقیس: اس سے مراد وہ مملوک غلام ہے جو پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ اور اس کی ملک میں ہو۔ عام مومنین خواہ عاصی ہوں یا مطیع سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمغولہ عبدالقیس کے ہیں (دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے سب افراد عبدالقیس کا درجہ رکھتے ہیں)۔

عبدالایق: اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے دور چلا گیا ہو تمام کفار، مشرکین، منافقین اور بد مذہب اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

عبدالماذون: عبد ماذون وہ غلام ہے جو مالک کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہے اور اس کی قابلیت صلاحیت، استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار کا اسے مختار ماذون بنا دیا ہو اور اسے اس بات کا اذن دے دیا ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز اور ممکن تصرف کرے۔ اس غلام کا بیٹنا، خریدنا، لینا دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیٹنا، خریدنا، لینا دینا تصور ہوگا۔ (معراج النبی ﷺ)۔ غزالی دورانِ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ۱۱

اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین بمغولہ عبد ماذون کے ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کے قرب کے مطابق ماذونیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔ عبد ماذون مختلف درجات طے کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے حضور ﷺ ماذونیت

کے بلند ترین مقام پر ہیں اور آپ ﷺ ہی کی عہدیت معراج سے مرتفع تر ہوئی۔ ساری کائنات میں رسول اللہ ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عباد و بند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ (۲۵۵/۱۲) وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔ حضور ﷺ قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ الہی میں اذن پا کر شفاعت فرمائیں گے۔

فقط اتنا سبب ہے اعتقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان عیونی دکھائی جانے والی ہے قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا اٹھ کر شفاعت کرنے لگے گا بلکہ اس روز وہی شفاعت فرمانے کی جرأت کرے گا جسے بارگاہ رب العزت سے اس کا اذن شفاعت (اجازت شفاعت) مل چکا ہوگا جیسے انبیاء اولیاء صالحین وغیرہ۔ ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اور اذن کے ساتھ عین توحید لہذا یہ عقیدہ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کر سکتا ہے شرک ہے اور جب اذن الہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ اذن الہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا اصل معیار ہے۔

اب اگر کوئی اولیاء اللہ کو باذن اللہ حاجت روا کہے تو شرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے بغیر انسان سانس تک نہیں لے سکتا اور نہ ہی پلک ہچکا سکتا ہے ہوٹ بھی نہیں بلا سکتا ہے اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے بغیر یہ امور انجام دئے سکتا ہے تو بلاشبہ وہ شرک ہو جائے گا۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا لِنُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (احقاف/۶۴) اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (احقاف/۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا ہے قیث اس نے اللہ کا حکم مانا

﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (الحجرات/۵۳)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے (یعنی ہمارے نبی اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں فرماتے۔ جو کچھ فرماتے ہیں وہ رب کی وحی ہوتی ہے)۔

﴿وَمَا زَمَيْنَاكَ إِلَّا أَنْ تَقُولَ مَا نَسَحْتُمْ وَلِكِنَّ اللَّهَ زَمَىٰ﴾ (الاحقاف/۱۲/۸) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتَ فَإِنَّمَا يَنْكُتْ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أُوْضِيَٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسْئُولُهُ﴾ (الفتح/۲۸/۱۰)

وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اسے بڑا ثواب دے گا۔

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الاعراف)

اور اللہ کا رسول ان کے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام فرماتا ہے۔

﴿إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ میں تمہارے رب کا رسول ہوں آیا ہوں تاکہ تم کو ستمرا بیٹا دوں۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **انما انا قاسم واللہ يعطی** (صحیح بخاری) بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عہد مازون ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے حضور ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ حضور ﷺ کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے حضور ﷺ کا بیٹنا اللہ تعالیٰ کا بیٹنا ہے حضور ﷺ کا خریدنا اللہ تعالیٰ کا خریدنا ہے حضور ﷺ کا دینا اور حضور ﷺ کا لینا اللہ تعالیٰ کا لینا ہے۔ مقرب الہی ہونے کی بنا پر عہد مازون مقام محبوبیت پر قائم ہے ایک عام انسان اور عہد مازون میں یہ بنیاد کی فرق ہوتا ہے کہ عام انسان نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر بقاوت اور سرکشی کی راہ پر چل نکلتا ہے اور ایسے کو قرب خداوندی سے محروم کر دیا جاتا ہے جب کہ عہد مازون اللہ تعالیٰ کے قرب خاص کی بنا پر بے پایاں انعامات و نوازشات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ عہد مازون عالم رتب و یوکی و رعنائیوں اور دلکشیوں میں کھوکھوں میں رہ جاتا بلکہ اس کا مدعا اور اجتہاد مقصود محبوب حقیقی کی رضا اور خوشنودی ہوتا ہے جس کے حصول کے پیش نظر وہ قدم قدم پر بچھے ہوئے

رنگینیوں اور دلکشیوں سے سالم و محفوظ کر جاتا ہے۔ اس کی تمام تر زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہوتی ہے جس کے صلے میں وہ بندگی میں اتنا پختہ اور یگانہ ہو جاتا ہے کہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ مشیتِ ایزدی کا ترجمان ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے (اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر) فرماتا ہے۔

جب بندہ (فرائض کی تکمیل کے بعد) نوافل کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفتِ صبح "بصر اور قدرت کے انوار بندے کی صبح بصر اور قدرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس طرح یہ مقرب بندہ صفاتِ الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نورِ صبح سے ملتا ہے اسی کے نورِ بصر سے دیکھتا ہے اور اسی کے نورِ قدرت سے تصرف کرتا ہے۔

یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفتِ صبح کی چلیاں اس کی صبح میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کیوں کر نہ سن لے گا۔ یہ اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا عمل ہے عکس ہے اور پرتو ہے۔ پرتو اور عمل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل تو حیدر تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ 'سطعات' میں تحریر فرماتے ہیں: اہل ولایت ایک صفت سے دوسری صفت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں

جیسے کہ برف کے نیچے آگ جلائی گئی یہاں تک کہ برف پگھل کر پانی بن گئی۔ اس کے بعد آگ جلتی رہی۔ یہاں تک کہ پانی کی ٹھنڈک ختم ہوگئی اور اس میں فتور آگیا۔ اس کے بعد بھی آگ جلنے کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ پانی گرم ہو گیا۔ آگ پھر بھی جلتی رہی یہاں تک کہ وہ پانی ان خصوصیات کا حامل بن گیا جو آگ میں ہیں مثلاً کسی چیز کو پکا ڈالنا یا انسان کے بدن پر آبلہ ڈال دینا۔ ان تمام تبدیلیوں نے (اس پانی کو) پانی ہونے کی حقیقت سے نہیں نکالا (یعنی آگ کی خاصیتوں کے پیدا ہو جانے کے باوجود وہ گرم پانی، پانی ہی رہا) آگ نہیں بنا (البتہ یہ ضرور ہے کہ پانی کی حقیقت آگ کی حقیقت کے قریب تر ہوگئی۔ اسی طرح صفیائے کرام کی فتادہ بتا (قافی فی اللہ و باقی باللہ) ان کو انسانی حقیقت سے خارج نہیں کرتی بلکہ اس نے انہیں انسانیہ کے ان اوصاف سے دور کر دیا جو حیوانات (جانوروں اور درندوں) کے مماثل تھے اور (انسانیہ کے ان اوصاف) کے قریب کر دیا جو ملائکہ اور ان کے بعد عالم جبروت سے مناسبت رکھنے والے ہیں (سلحات۔ اردو ترجمہ مولانا سید محمد شہین ہاشمی)

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام عبدیت

تمام عبدیت تمام مقامات میں اعلیٰ و بالا ہے اور بلاشبہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس صفت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں کامل ترین اور سب پر فائق ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا

ان میں سب سے بڑا امتیاز و کمال عہدیت کا ملکہ کا مقام ہے حضور ﷺ اس لئے افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں۔ حضور ﷺ کا مثل ازل سے ابد تک کائنات کی سب مخلوق میں کوئی نہیں ہے آپ ﷺ ایسے مہتمم بالشان اور کمال کی انتہاؤں کو چھونے والے مقام عہدیت کے حامل ہیں جو انتہائی نیاز مندی، قدر دہی اور احساس بندگی سے عبارت ہے یہ بات زمین فہمیں رہے کہ اگر کوئی ایسی خیالات کو حضور ﷺ کے بارے میں اپنے گوشہ دل میں جگہ دے جو آپ ﷺ اپنے اظہار عہدیت کے طور پر زبان مبارک پر لاتے تھے تو وہ اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا مقام بندگی اس اعتبار سے کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ ﷺ عبادت میں ساری رات گریہ کی وہ کیفیت طاری ہوتی کہ آپ ﷺ کا رواں رواں کا پے لگتا۔ ایک دفعہ اسی کیفیت کا غلبہ تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے توسط سے اپنے محبوب کے پاس یہ پیغام بھیجا۔

﴿طہ﴾ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْفَىٰ ﴿طہ/۲﴾ (اے محبوب مکرّم) ہم نے تم پر قرآن مجید اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔

یہ تو محبت کا اپنے محبوب سے اظہار محبت کا معاملہ تھا۔ مگر حضور ﷺ کا شغف عبادت اس کمال و درجے کا تھا کہ بارگاہ صمدیت میں دعا مانگتے کہ مولیٰ مجھے اپنی یاد میں روئے والی آنکھیں اور محبت میں لگن رہنے والا دل عطا فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے کثرت گریہ کو دیکھ کر عرض پر داز ہوتے کہ: آقا آپ ﷺ تو محبوب خدا ہیں اور آپ ﷺ کی ذات تو وہ ہے جس

کے دامن میں گناہ گار امتیں کو بھی مژدہ مغفرت عطا ہوتا ہے پھر آپ ﷺ کے اضطراب اور کثرت گریہ کا سبب کیا ہے؟

حضور سید المصطفیٰ ﷺ احسانِ عہدیت سے سرشار ہو کر فرماتے 'افلا اگون عبداً شکوراً' کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ ہوں (صحیح البخاری)

حضور نبی کریم ﷺ بندگی کے بلند ترین مقام پر نظر آتے ہیں عبادت گزاری خشوع و خضوع عاجزی اور انضراح و ذاری میں جو درجہ حضور ﷺ کی ذات گرامی کو حاصل ہے عالم زیریں و بالا میں موجود کوئی عام مخلوق اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ گویا آپ ﷺ کی عہدیت پر خود عہدیت کو ناز ہے عہدیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہو کر حضور ﷺ کثرت عبادت اور عبادت الہی میں اس قدر منہمک اور مشغول رہتے تھے کہ کوئی مخلوق اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ طویل قیام اللیل کے دوران قدم مبارک کا متواتر ہو جانا، تبلیغ و دعوت دین اور جہاد کے میدان میں دشمنوں کے ہاتھوں جسم اقدس کا لیو بہان ہو جانا، فاقہ کشی کرنا پے در پے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا، غاروں میں جا کر رہنا اور کثرت گریہ و ذاری سے ریش مبارک کا آنسوؤں سے تر ہو جانا، حضور ﷺ کے کمال عہدیت کی آئینہ دار ہیں اور یہ آپ ﷺ کی شان عہدیت کی دلیل ہے۔

حضور ﷺ کی شان عہدیت اس درجہ کی ہے کہ ساری ساری رات ہار گاہِ وحدت میں کھڑے ہو کر مصروف عبادت رہنے کے باوجود عرض پرواز ہوتے ہیں کہ: 'ما عبدتك حق عبادتك' (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا!

اس مقام عہدیت پر فائز ہو کر جہاں آپ ﷺ کے فعلین پاک سے عرفا و صلحا کو معرفت عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت جو حضور ﷺ کو حاصل ہے وہ صرف آپ ﷺ کا ہی خاصہ ہے اس کے باوجود بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں : ما عرفنا حق معرفتك (اے اللہ تعالیٰ) میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکا !

جب حضور ﷺ عہدیت کے تقاضوں کو کما حقہ بجالانے کے لئے بارگاہ خداوندی میں مصروف عبادت ہوتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساتتیں بچیل کر دامن قیامت تک دراز ہو جائیں لیکن باری تعالیٰ کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کرے۔

یہ نکتہ محبت ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ روح اسلام اور معرفت دین سے بے بہرہ نام نہاد بد عقیدہ بد باطن مبلغین اکثر و بیشتر اس نکتہ محبت کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور دین اسلام کی ایسی تصویر پیش کرتے ہیں جو خشک اور جذبہ محبت سے غاری ہوتی ہے۔

مقصد تخلیق، اظہار عہدیت

حضور ﷺ چونکہ کمال عہدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے حضور ﷺ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص و کمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر

خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر آپ کو ”عبد“ ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اس مقام کے امام یعنی اس وصف خاص میں سب پر فائق ہیں۔

قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنے مقصد کے لحاظ سے کامل یا ناقص سمجھی جاتی ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اس کے پیدا کرنے والے نے عبدیت اور عبادت بتایا ہے اس لئے سب سے افضل و اشرف انسان وہی ہوگا جو اس مقصد میں سب سے اکمل و فائق ہو۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات/ ۵۵)

اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن و انس کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے
وما خلقت الجن والانس الا لامرهم بالعبادہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ میں انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔

انسان کو محض فہم اعتبار و اختیار کی جو نعمتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی جہین نیاز اسی ذات کے سامنے جھکائے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اپنے گونا گوں احسانات سے اسے مالا مال فرمایا۔

اب اگر وہ کسی اور کی عبادت کرنے لگے جو نہ اس کا خالق ہے اور نہ اس کا پروردگار ہے۔ یا اگر کوئی بالکل احمق و دہریت کا راستہ اختیار کر لے تو گویا وہ

اپنی فطرت سے جنگ آزما ہے اور اپنی طبع سلیم کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان عہدیت فرما رہا ہے ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ' وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ
أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (۱۲/۱۶) فرمائیے! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی
ہی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا
ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔

﴿قُلِ اللَّهُ أَعْبُدْهُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴾ (۱۲/۱۶) فرمائیے اللہ تعالیٰ کی ہی میں
عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اپنے دین کو۔

براہِ حق میں ثابت قدم رہنے اور شیخِ حید کو روشن رکھنے کی تاکید میں صرف
تمہیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے
تمیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ پناہِ حضور نبی کریم ﷺ عالم
شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے
اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم پر دار بند ہے ہیں۔

حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا کون ہے؟
نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا لمحہ جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے گزارا غارِ حرا
کی خلوت ہو یا حرمِ کعبہ کی جلوت حضور نبی کریم ﷺ نے ہر مقام پر اپنے مالک
حقیقی کا نام لے لے کر ذروں کو بھی گوہر آفتاب بنا دیا۔

ذرا غور کیجئے اس بات میں کہ وہ رسول ﷺ جو دن رات اپنے رب کے

نعمات لا ہوتی کے ساتھ مکہ کی ہواؤں فضاؤں کو معطر و معطر کر رہے ہوں ان سے بڑھ کر کوئی رب تعالیٰ کی عبادت کر سکتا ہے؟۔

کیا حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی توحید کو جان سکتا ہے۔ نہیں! نہیں!! اللہ تعالیٰ کی معرفت پانے کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کا حق بھی حضور ﷺ نے ادا کیا مگر یہ عہد کامل ﷺ جب دنیا سے لا تعلق ہو کر ﴿وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبْتَغِ الْاِيَّهَ تَبْتَغِي﴾ (المول/۸) (اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ثواب کراہی کے ہو رہو) کا پیکر بن کر رات رب تعالیٰ کے حضور قیام و جہود میں رب تعالیٰ کو رو رو کر اپنے دکھڑے سارے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے مولا! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ اللہ۔ اتنا بھڑاتا اکسار کہ انسانیت اور عہدیت کے نکتہ کمال پر پہنچ کر بھی کہتے ہیں کہ اے مولا! میں تیری بندگی کا بھی حق ادا نہیں کر سکا!

ادھر محبوب حق بندگی ادا کر رہا ہے تو ان کا رب حق ربو بیت ادا کر رہا ہے کہ اے محبوب تو نے میرے نام کے نعرے لگا لگا کر مکہ کے گلی کو چہ اس کی فضاؤں اور ہواؤں کو متور کر دیا اب تیری بندگی کا تقاضا ہے کہ تجھے ایسے مقام پر قارت کر دیا جائے جس کے آگے محبوبیت کا کوئی مقام نہیں۔ تیری محبت کا تقاضا ہے کہ تجھے وہ مقام دیا جائے اور وہ نام دیا جائے کہ نام لینے والوں کی نگاہیں فرط عقیدت سے جھک جائیں۔ لہذا ہم نے تجھے احمد الحامدین بنایا۔ احمد کا معنی ہے احمد الحامدین لویہ: تمام حمد کرنے والوں سے بڑھ کر اپنے رب کی حمد کرنے والا۔ اپنے رب کی حمد کی کثرت کی برکت سے ہی آپ

محمد بھی ہے۔ فالمحمد هو الذي حمد مرة بعد مرة یعنی جس کی بار بار حمد کی جا رہی ہو وہ محمد ہے۔ نہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے میں آپ کا کوئی مثل ہے، کوئی فرشتہ، کوئی رسول، کوئی نبی اپنے خداوند کی حمد و سراوی اور ثنا گستری میں اس مقام پر نہیں پہنچا اور نہ پہنچ سکتا ہے جس مقام پر اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا حبیب قائم ہے۔ اسی طرح مخلوق میں سے جتنی حمد اور جتنی ستائش اس عبد محبوب کی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی، کسی اور کو نصیب نہیں۔ جن و انس اس کے ثنا خوان ہیں، مگر وہ ملک اس کی توصیف میں رطب اللسان ہیں اور خود خدا بھی اس کی مدح فرما رہا ہے۔ صرف اس فانی دنیا ہی میں نہیں بلکہ عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ کی شان نرالی ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس شان محمدیت کی تابانیوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب دست مبارک میں لوائے حمد تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ حبیب مقام محمود پر جلوہ فرما ہوگا۔

رحمت عالم ﷺ کی شان عبدیت

سید دو عالم ﷺ دنیا میں شان رسالت کے ساتھ تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شب معراج کو شان عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں رحمت ہی رحمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بات میں حکمت ہی حکمت ہے۔ رسول کی رات میں رفعت ہی رفعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں برکت ہی برکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی گفتار

میں راحت ہی راحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رفتار میں شوکت ہی شوکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کردار میں حرمت ہی حرمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے افکار میں راحت ہی راحت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی توہین میں ذلت ہی ذلت ہے۔ رسول کے عناد میں زحمت ہی زحمت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے میں نصرت ہی نصرت ہے۔ حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل نہ کرنے میں ظلمت ہی ظلمت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ہند، اعلیٰ اور رسول اکمل ہیں جن کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت چمکی اور جن کی رسالت رب تعالیٰ کی الوہیت کا مظہر اتم ہے۔

حضور ﷺ کا مقام بندگی

حضور ﷺ کی بندگی اور دوسروں کی بندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور بندوں کو اس پر ناز ہے کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ رب کائنات کو اس پر ناز ہے کہ میرے بندے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (التوبہ/۳۳ الف ۹/۹)

وہی (قادر مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اُسے تمام دینوں پر اگرچہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مشرکوں کو۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾ (آل عمران/ 84)

وہی (قادر مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اُسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اور بندے رب تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ رب تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ وَرِثَكَ فَتَرْضَىٰ﴾ (النہی/ 5) اور غرض یہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں۔

اور بندے کشتی اسلام میں پار لگنے کو سوار ہوئے۔ حضور ﷺ کشتی پار لگانے کو پیسے جہاز کے مسافر اور کپتان کہ جہاز مسافروں کو پار لگاتا ہے اور کپتان جہاز کو اس لئے مسافر کرایہ دے کر جہاز میں بیٹھتے ہیں اور کپتان تنخواہ لے کر۔ سواری ایک ہے مگر سواروں کی نوعیت میں فرق ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے نماز کلمہ پڑھنے حج و تلاوت قرآن کرنے سے یہ نہ سمجھو کہ حضور ﷺ ہماری ہی طرح عام بشر ہیں۔ ان اعمال سے ہماری عزت ہے اور حضور ﷺ کے اعمال کرنے کی وجہ سے دوسرے اعمال ملتا ہے۔ عزت افزائی۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ نماز کو فخر ہے کہ حضور ﷺ نے ان اداؤں سے رب کی عبادت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے مصداق بلندی اور رفعت کے اس مقام پر نظر آتے ہیں کہ کائنات کی تمام عظمتیں اور نعمتیں ایک ہی

نقشے پر مرتکز ہو گئی ہیں جو سید المرسلین ﷺ کے مقام محبوبیت کا آئینہ دار ہے۔ جس میں ازل سے ابد تک کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عہدیت کے پہلو پر گونا گونہ نظر بہک گئے۔ اور اپنی نام نہاد ولایت کی رو میں بہہ کر حضور ﷺ کی وسعت علم کو موضوع بحث بنا لیا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ وہ نادان اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ حضور ﷺ کی اتنا تک پہنچی عبادت گذاری بخودیت واستغراق تضرع اور حد سے بڑھی ہوئی گریہ ذاری آپ کی عہدیت کا وہ رخ ہے جس پر آپ اللہ تعالیٰ کے سراپا شکر و سپاس بندے نظر آتے ہیں لیکن آپ کا حقیقی مقام وہ ہے جس میں آپ محبوب رب العلمین کی حیثیت سے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام پر متمکن ہیں حضور ﷺ کے اس مقام محبوبیت پر یہ حدیث قدسی دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكَ (كشَفُ الْخِطَاءِ)** اگر آپ ﷺ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مقام عہدیت اور مقام محبوبیت کی تفہیم ہم سے اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی مقام کو جو کہ مظہریت حق کا آئینہ دار ہے نظروں میں رکھیں اور آپ کی شان میں تخفیف کا سر تکب ہو کر اپنے ایمان کو کمزور اور مضہل نہ بنائیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لی جائے حضور ﷺ عہد کامل ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

حضور ﷺ کی خلقت اور عبادت میں اولیت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے حبیب ﷺ آپ (سارے کفار سے یا سارے انسانوں سے یا ساری جن و انس سے یا ساری مخلوق سے) فرمادیں

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ﴾ (۱۱۱/احقاف) فرمائیے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا۔

جس دین کی دعوت دینے کے لئے حضور ﷺ مبعوث ہوئے تھے اُس کو سب سے پہلے قبول کرنے والے بھی حضور ﷺ ہی تھے اس لئے فرمایا کہ تمام اُمت سے پہلے مجھے اپنے رب کی وحدانیت اور الوہیت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صاحب روح المعانی کا ایک روح پرور اور ایمان افروز اقتباس دیکھنا طریں کرتا ہوں: فاول روح ركضت في ميدان الخضوع والانقياد والمحبة روح نبينا ﷺ وقد اسلم نفسه لمولاه بلا واسطة وكل اخوانه الانبياء عليهم الصلوة والسلام في عالم الارواح انما اسلموا نفوسهم بواسطته عليه الصلوة والسلام فهو ﷺ المرسل الى الانبياء والمرسلين عليهم الصلوة والسلام في عالم الارواح وكلهم امة (روح المعانی)

عاجزی فرمان برداری اور محبت کے میدان میں سب سے پہلے جو روح مجتہد و ریز ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی روح مبارک تھی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ

نے بلا واسطہ اپنے مولا کے کریم کے سامنے سرعہودیت جھکا یا۔ اور تمام نبیوں اور رسولوں نے حضور ﷺ کے واسطے سے 'پس حضور ہی کریم ﷺ تمام انبیاء و رسل کے بھی رسول ہیں اور سب حضور ﷺ کے امتی ہیں۔' (تفسیر نیا، القرآن)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یہاں امر سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جو حضور انور ﷺ کو یہاں دنیا میں تشریف لانے پر دیا گیا اور اول سے مراد اخانی اول ہے اور معنی یہ ہیں کہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں اپنی امت میں سے سب سے پہلا مسلم مومن اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوں اور لوگ مجھے دیکھ کر مسلم مومن مطیع بنیں۔ عام مفسرین نے یہ ہی معنی کئے ہیں اس صورت میں امر سے مراد حکم قرآنی نہیں بلکہ وہ حکم الہی مراد ہے جو حضور ﷺ کے دل میں بچپن ہی میں القا کیا گیا کیونکہ قرآن کریم کی کسی آیت میں حضور ﷺ کو ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ نیز حضور انور ﷺ تو نزول قرآن سے پہلے ہی مومن عارف باللہ ہیں ظہور نبوت سے پہلے شجر و حجر حضور ﷺ کی نبوت کو گواہی دیتے تھے قرآن کریم کی پہلی آیت غار حرا میں جہاں حضور ﷺ چھ ماہ سے عبادت و ریاضت کر رہے تھے لہذا یہ حکم وہ ہے جس کا القا حضور ﷺ کے قلب میں کیا گیا فقیر کے نزدیک امر سے مراد وہ ہے جو ساری مخلوق کی پیدائش سے پہلے نور محمدی ﷺ کو دیا گیا کہ حضور ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے۔ اول ما خلق اللہ نورہی اس نور نے ہزار ہا سال رب تعالیٰ کی عبادت کی اس عرصہ میں ایک ہی غایت تھا۔ وہ نور محمدی ﷺ۔۔۔ یا امر سے وہ امر ہے جو میثاق کے دن روح محمدی کو دیا گیا کہ

رب نے فرمایا ﴿الْأَنفُسُ بِرَبِّكُمْ﴾ سب سے پہلے حضور ﷺ کی روح نے ﴿ہنلی﴾ کہا، حضور ﷺ سے سن کر اور روحوں نے ﴿ہنلی﴾ کہا ان دونوں صورتوں میں اولیت سے مراد اولیت حقیقیہ ہے غرضکہ یہاں ﴿امت﴾ میں چار احتمال ہیں: (۱) مجھے قرآن میں حکم دیا گیا (۲) مجھے دنیا میں آتے ہی حکم دیا گیا بطور الہام (۳) مجھے عالم ارواح میں حکم دیا گیا بیشاق کے دن (۴) مجھے تمام مخلوق سے پہلے حکم دیا گیا۔

اولیت میں بھی تین احتمال ہیں: (۱) اس زمانہ میں اپنی امت سے پہلے (۲) بیشاق کے دن تمام ارواح انسانی سے پہلے (۳) حقیقہ ساری مخلوق سے پہلے جب صرف میں ہی عابد تھا کروڑوں سال صرف میں نے یہ حکم الہی مبادت کی۔ یہ آخری تفسیر قوی ہے یعنی مجھے رب تعالیٰ نے بلا واسطہ اس وقت حکم دیا تھا کہ میں ساری مخلوق میں پہلا مومن پہلا مسلم پہلا مطیع ہوں تمام مخلوق فرشتے انبیاء و اولیاء مجھے دیکھ کر مجھ سے سیکھ کر مومن و مسلم بنے یہ تفسیر بہت دل نشین ہے (تفسیر نبوی)

حضور ﷺ ہی اول المسلمین ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی زبانی اعلان فرما رہا ہے کہ اے محبوب! اپنے اعمال کے متعلق یہ اعلان فرما دو کہ میں ایسی صاف ستھری زندگی والا بنا دیا گیا ہوں کہ میری ہر قسم کی تمنا ہر طرح کی قربانی حتیٰ کہ میری زندگی میری

موت و دنیا کے لئے یا اپنے نفس کے لئے نہیں ہے یا صرف جنت حاصل کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ رب العالمین کے لئے ہے کہ میری ہر ادا اس کیلئے ہے کہ رب تعالیٰ راضی ہو جائے۔ میری اس زندگی و موت نماز و عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے میرا سب کچھ ہے۔ مجھے فطری طور پر اول سے ہی اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں ساری مخلوق الہی میں پہلا رب کا مطیع و فرمانبردار ہوں سارے مطیع و فرمانبرداروں نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سیکھی ہے۔ حضور ﷺ ہی ساری مخلوق میں اول المسلمین ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿كُلُّ لَهٗ قَانِتُونَ﴾ (البقرہ) سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔ اور فرمان عالی ہے ﴿وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (ال عمران/۸۳) اور اُسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور فرماتا ہے ﴿فَلَمَّا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا لِلَّجَبِیْنِ﴾ (الصفہ/۱۰۳) تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی۔ ان سب میں مسلم بمعنی مطیع فرمانبردار ہے۔ حضور ﷺ اول خلق اول عابد اول مطیع ہیں۔ عبادت کی بنیاد معنی پہلی ایست پر ہی ساری عبادت موقوف ہے۔ حضور ﷺ اول خلق ہیں تو ساری مخلوق آپ کے دم سے وابستہ ہے۔ اگر حضور ﷺ نہ رہیں تو خلق نہ رہے پھر اول عابد کو سارے عابدین کے برابر بلکہ سب سے زیادہ ثواب ملتا ہے تمام مخلوق کی عبادت کا مجموعی ثواب حضور ﷺ کو ملتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ لَكَ لَاجْرًا غَیْرَ مَنۡعُوۡنٍ﴾ (الہم/۳) ضرور تمہارے لئے انبیا ثواب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری جگہ دینوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیاز مند یوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالیٰ ہے میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے ہے میں اس کے ہر حکم کے سامنے سراٹھتا ہوں اور اس کے ہر فیصلہ پر راضی اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ ارشادِ باری ہے: ﴿قُلْ إِنْ صَلَّيْتُ وَنَسَيْتُ وَمَخَّيْتُ وَمَمَّيْتُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الانعام/۱۶۴) آپ فرمائیے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا نہیں کوئی شریک اس کا اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آیت میں لفظ نَسَكْتُ سے مراد ہر قسم کے نیک اعمال ہیں قربانی بھی اس میں داخل ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلے مسلم ہونے کا یا تو یہ مطلب ہے کہ اپنی امت میں سب سے پہلے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی دعوت سے اس شرف سے مشرف ہوئی یا اولیت سے مراد اولیتِ حقیقیہ ہے کہ سب مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا عرفان اتم ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو ہوا کیونکہ ہر چیز سے پہلے حضور ﷺ کے نور کی تخلیق ہوئی اور سب سے پہلے حضور ﷺ نے ہی اپنے رب کی توحید کی شہادت دی۔ قال قتادہ: ان

النبي ﷺ قال كنت اول الانبياء في الخلق و آخرهم في البعث (قرطبي) قنادہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق تمام انبیاء سے پہلے ہوئی اور بعثت سب کے بعد انہ اول الخلق اجمع (قرطبی) یعنی حضور ﷺ کی پیدائش سب مخلوق سے پہلے ہوئی۔

عموماً مفسرین ﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلمین ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث كُنتَ نَبِيًّا وَاَدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی روح و جسد کی درمیانی منزلیں طے کر رہے تھے) کے موافق آپ اول الانبياء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تکبیر فی القرآن)

حضور ﷺ عہد کامل ہیں جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے عبودیت کے اس اعلیٰ و ارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے۔ کوئی کلمہ گو حضور ﷺ کو معبود والہ نہیں سمجھتا اور نہ حضور ﷺ کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ اعلان کرتا ہے کہ اشہد ان محمداً عبداً ورسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ بھی اعلان ہو رہا ہے ارشاد فرمائی ہے :
﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصاً لَهُ الْبَيِّنَاتِ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الزمر/۱۲) فرمائیے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لئے اطاعت کو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

راہِ حق میں ثابت قدم رہنے اور شیخِ توحید کو روشن کرنے کی تاکید میں صرف تمہیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں حضور کریم ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔

عہدیت محمدی ﷺ کا اقرار

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور اشریت کا تاج اس کے سر پر رکھ کر اسے مقامِ عہدیت میں دوسروں سے ممتاز و سرفراز فرمایا ﴿لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ انسان عہدیت میں تمام مخلوق سے بلند تر درجہ پر فائز ہے اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے مقامِ عہدیت کا اقرار کرے کہ اس کی عہدیت دوسری تمام مخلوق کے مقابلے میں تقدم اور اولیت کے مرتبے کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام بنی آدم کے مقابلے میں عہدِ کامل کے مقام و مرتبہ پر فائز ہے اسی لئے کلمہ شہادت میں حضور ﷺ کی رسالت کے اقرار و اعان سے پہلے مقامِ عہدیت کے تقدم کو جزا ایمانِ ظہر یا عیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ پر ایمان سے پہلے آپ کی عہدیت کی شہادت ان کلمات کو اپنی زبان سے ادا

کرتے ہوئے دے۔ اشدان محمد عبده ورسوله میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ دوران نماز حالت تشہد میں کلمہ شہادت ادا کرنے کے علاوہ یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے یعنی اپنی نبوت و رسالت کے اعلان سے پہلے اپنی عہدیت کا اقرار فرماتے۔

عہدیت کے مدارج

ایک عام انسان کی عہدیت ناقص و نامکمل رہتی ہے لیکن درجہ ماذہبیت پر فائز ہو کر بتدریج ارتقاء کے نتیجے میں ہندو مقام محبوبیت سے ہستنا رہ جاتا ہے جس کے آگے عہدیت کاملہ کی منزل آتی ہے عہدیت کاملہ کے دو مدارج ہوتے ہیں جس کے اعلیٰ درجے پر تمام حضرات انبیاء فائز ہوتے ہیں جب کہ اوئی درجے میں حفظ مراقب کے لحاظ سے اولیائے کرام اور صلحاء امت شامل ہیں اس مقام تک رسائی میں مجاہدے اور مشقت و ریاضت کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک عہدیت کاملہ کے اعلیٰ و ارفع مقام کا تعلق ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ منزل اکتسابی نہیں کہ جس تک رسائی ہر کس و ناکس کو مجاہدہ و ریاضت کے ذریعہ نصیب ہو سکے بلکہ یہ سراسر عطیہ خداوندی اور انعام الہی کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے وہی طور پر نبوت و رسالت کے بلند منصب کے لئے منتخب فرمائیں چنانچہ حضرت ابوالہر سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں

رحمت للعالمین حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیاء کرام کا سلسلہ بنی نوع انسان کی رشد و ہدیت کے لئے من جانب اللہ مامور رہا اور ہمارے آقا حضور ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ یہ تمام نفوس قدسیہ عہدیت کاملہ کے مقام رفیع سے سرفراز ہوئے۔

مقام عہدیت و رسالت

مقام عہدیت و رسالت میں گہرا ربط و تعلق کا فرما ہے حضور ﷺ کا وصف عہدیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جب کہ مقام رسالت آپ ﷺ پر خدا نے بزرگ و برتر کا خاص انعام اور عطیہ ہے اسی بناء پر نبی کریم ﷺ اپنے مقام عہدیت کا خصوصیت کے ساتھ سب سے پہلے ذکر فرماتے اور پھر اس کے بعد اس عظیم انعام و عطیہ خداوندی کا تذکرہ فرماتے جو بارگاہِ وحدت سے رسالت کی صورت میں آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔

عہدیت اور رسالت حضور نبی کریم ﷺ کی دو امتیازی شائیں ہیں جن کا کلمہ شہادت میں ذکر کیا گیا ہے شہادت رسالت پر شہادت عہدیت کو مقدم کرنے کا یہاں سبب یہ ہے کہ عہدیت کا تعلق تکلیف ذات خداوندی سے ہے اور غیر اللہ سے اس کی کوئی نسبت نہیں۔ اس کے برعکس رسالت کا تعلق ایک طرف براہ راست مخلوق خداوندی سے ہے تو دوسری طرف ذات خداوندی سے بھی ہے گو یا رسالت اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہے چونکہ عہدیت

کا مطمح نظر سب علایق دنیوی منقطع کر کے خالق حقیقی سے ایسا یک گونہ تعلق استوار کر لینا ہے کہ اسی کی ذات بندے کے کامل انہماک اور توجہ تام کامرکز و محور بن جائے اس بنا پر کلمہ شہادت میں اس کے ذکر کو اولیت دی گئی ہے اس کے باوصف منصب رسالت الہی پیغام کو فوٹو انسانیت تک پہنچانے کا متقاضی ہے رسول کا کام بندگان خدا کی رشد و ہدایت ہے تاکہ وہ گمراہی و ضلالت کے اندھیروں سے نکل کر ایمان و ایقان کے نور سے بہرہ ور ہو جائیں۔ مقام عہدیت پر جہاں توجہ الہی اللہ کا رنگ غالب ہوتا ہے وہاں مقام رسالت پر توجہ الہی المخلوق کی کیفیت کا اثر بغایت درجہ گہرا رہتا ہے کیونکہ رسول کو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خلق خدا کی رہنمائی کا فریضہ سراسر اتہام دینے کے لئے منصب رسالت پر فائز کیا جاتا ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ مقام رسالت ایک عہد کے مقابلے میں بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے لیکن جہاں تک عہدیت کا تعلق ہے رسول کی ذات اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ عبودیت محکم طور پر قائم کرنے کو اولیت و ترجیح دیتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ اے میرے رب میں تیرا رسول بدیع ہوں اور میری رسالت تیرے گم کردہ راہ بندوں کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کرنے کے لئے ہے لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ اول و آخر حیر و بندہ رہوں یہی سبب تھا کہ حضور ﷺ نے کلمہ شہادت میں اپنے مقام بندگی کا خصوصیت سے پہلے ذکر فرمایا۔ مقام عہدیت کو اولیت دینے کا تیسرا سبب یہ ہے کہ بنی آدم کے قلوب

وافہان میں یہ نکتہ جائزیں کر دیا جائے کہ جب آقائے وہ جہاں صاحب لولاک
 ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کسی فرد کو بارگاہِ صمدیت میں عظمت و رفعت کا وہ
 مقام حاصل نہیں ہے جو آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو حاصل ہے اور
 آپ ان سب عظمتوں اور رفعتوں سے ہمنما ہونے کے باوجود اپنے مقام
 بندگی سے دستبردار نہیں ہوئے تو اور کوئی کس قطار و شمار میں ہو سکتا ہے گویا نکتہ
 توحید کو قلب انسانی میں رائج کرنے کے لئے عہدیت مصطفوی ﷺ کو اس
 تخصص کے ساتھ منتخب کیا گیا کہ جب معراج میں قاب قوسین کے مقام پر حضور
 ﷺ کی عہدیت میں سر مو کوئی فرق نہیں آیا تو اور کون سی ہستی خدا کے بعد
 الوہیت اور معبودیت کی مستحق اور سزاوار ہو سکتی ہے۔ علمہ شہادت میں ذکر
 عہدیت کے تقدم میں اسی حکمت کی کار فرمائی بدرجہ اتم نظر آئی ہے۔

مقام محبوبیت

رسالت و نبوت کا ایک ایسا درجہ اور مقام بھی ہے جس پر فائز ہو کر محبوبیت کا وہ مقام
 نصیب ہوتا ہے جہاں بندہ محبوب کے طلب گار رضائے خداوندی ہونے کے
 بجائے رب تعالیٰ خود اس کی رضا کا طالب بن جاتا ہے۔ یہ ارفع اور بلند ترین
 مقام تمام کائنات میں ابتدائے آفرینش سے تا ابد الہاد صرف سید المرسلین خاتم
 النبیین رحمۃ اللعالمین حضور نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آیا جن کے بارے میں
 قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿وَأَسْأَلُكَ يُغْفِرُكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾

اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (الضحیٰ ۴۵)

یہ مقام محبوبیت وہ مقام ہے جہاں محبت و محبوب کی رضا ایک ہو جاتی ہے محبوبیت میں کمال اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ محبوب کا ہر عمل مشیتِ ایزدی کے سانچے میں ڈھل جائے اور دونوں کی رضا کامل ہم آہنگی اور مطابقت اختیار کر جائے محبوبیت کا بلند ترین مقام یہ بھی ہے کہ جدھر محبوب کی نگاہیں اٹھ گئیں اس جگہ کو ہمیشہ کے لئے قبلہ بنا دیا گیا۔ ﴿قَدْ نَدَوْنِي تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ (البقرہ ۱۴۴) (اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ آرزو قلبِ انور میں تھی کہ بیت المقدس کے بجائے کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنا دیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسی آرزو سے آسمان کی جانب نگاہ کرنا قبلہ کی تبدیلی کا سبب بن گیا اور اس تحولِ قبلہ کا حکم بارگاہِ خداوندی سے فقط اس لئے نازل ہوا کہ محبوب کی رضا یہی تھی۔ گویا یہ وہ نقطہ کمال تھا جہاں محبوبیت اور مقرریت یا ہم متصل ہو گئیں اور محبت و محبوب کی رضا ایک دوسرے میں ڈھل گئی۔

شانِ عہدیت و محبوبیت

شانِ عہدیت	شانِ محبوبیت
حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ عہدیت اس دورِ گہی ہے کہ ساری رات بارگاہِ عہدیت میں گھڑے ہو کر مصروف عبادت رہنے کے باوجود عرض کرتے ہیں۔ ما عبادك حق عبادتك میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔۔ ما عبادك حق معرفتك میں تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکا۔	شانِ محبوبیت شانِ محبوبیت یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے خریم ناز سے جو نیک امن اس پیغام کے ساتھ بارگاہِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے ہیں۔ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ عَلَيْكَ الْقَوْلُ لِيَتَشَقَّى ﴿لَا/۲﴾ اے محبوبِ مکرم! ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں فرمایا کہ آپ دلالت میں پڑ جائیں۔
تبلیغ و دعوتِ دین اور جہاد کے میدان میں دشمنوں کے ہاتھوں جسم اقدس کا بولہ بان ہو جانا 'فاتہ کشی کرنا' پے درپے صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھانا غاروں میں جا کر رونا اور گھٹرت گریہ وزوری سے ریلیں مبارک کا آنسوؤں سے تر ہو جانا حضور ﷺ کے کمال عہدیت کا آئینہ دار ہے۔	حضور ﷺ محبوبِ رب کائنات ہیں جس کے سر پر تاجِ لولاک لہا جایا گیا۔ اس مقامِ محبوبیت پر حدیثِ قدسی دلالت کرتی ہے لولاک لہا خلقت الافلاک (اے صیبِ ﷺ) اگر آپ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ محبوبیت کے علومِ ثبوت کا جو مقام حضور ﷺ کو نصیب ہوا وہ ابدالا بد تک آپ ہی کا حصہ ہے۔

شانِ محبوبیت	شانِ عہدیت
<p>محبوبیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات چاہتی ہے کہ اس کا محبوب رات کا کچھ حصہ آرام بھی کر لے ﴿يَا أَيُّهَا النَّزِيلُ قُمِ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ آوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا﴾ (الزلزلہ) اے چادر لپٹنے والے (پیارے حبیب ﷺ) رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔</p> <p>مگو یا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اختیار دے دیا کہ چاہے نصف رات آرام فرمالیں یا نصف سے کچھ کم یا نصف سے کچھ زیادہ آپ کو اختیار رہے (تفسیر نیا، القرآن)</p>	<p>جب حضور ﷺ عہدیت کے تقاضوں کو ملحوظ بنالانے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں مصروفِ عبادت ہوتے ہیں تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ رات کی ساتتیں پھیل کر دامنِ قیامت تک دراز ہو جائیں۔</p>

شانِ عہدیت	شانِ محمد بیت
<p>مکہ معظمہ کی ارض مقدس پر رسول مکرم ﷺ کی شانِ عہدیت کا بیکر نظر آئے۔ طواف بیت اللہ صفا و مردہ کی سعی حجرا سود کا پوسہ لیتے ہوئے مقام ابراہیم پر نماز میں ادا کرتے ہوئے اور غار حرا میں کثرت گریہ و زاری کے مظاہرے ہوتے رہے۔</p>	<p>حضور ﷺ کی شانِ عہدیت قرآن کریم کے آئینے میں دیکھیں ارشاد باری ہے : ﴿لَا تُقِيمُ بَهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ جَلُّ بَهَذَا الْبَلَدِ﴾ (البکہ/۱) مجھے اس شہر (مکہ معظمہ) کی قسم کہ اے محبوب ﷺ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔</p> <p>شہر مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے صفا و مردہ حجرا سود اور مقام ابراہیم ہے یہ سب اپنی جلالت و بزرگی کی مستحق ہیں لیکن اس آیت کریمہ میں شہر مکہ مکرمہ کی اس حیثیت سے قسم اٹھائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ اس میں تشریف فرما ہے یہ شہر اگرچہ گونا گویں خوبیوں سے متصف ہے لیکن اس تکمیل و قیام کی شان کی وجہ سے جو عزت و شرف اس کو حاصل ہوا ہے اس کی شان ہی ثمالی ہے۔</p> <p>حضور ﷺ کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ حرمت ملی کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم فرمائی یہ شہر اس لئے قسم کے لائق ہے کہ وہاں میرے محبوب کے کوسے لگے ہیں۔</p>

شانِ محبوبیت	شانِ عہدیت
<p>شانِ محبوبیت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہاری تعالیٰ آپ کو جملہ خلایق میں اٹھاتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ آپ بلند یوں اور رفعتوں کے مقام منہا پر دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے تو نور و بشر کے سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔</p>	<p>حضور نبی کریم ﷺ کی شانِ عہدیت کا تقاضا ہے کہ آپ ہارگاہ ایزوی میں عاجزی تواضع اور گریہ و زاری کی کیفیت میں ڈوبے ہوئے جھکتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔</p>
<p>شانِ محبوبیت میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ﴾ (الحاقہ/۳۰) بے شک یہ قرآن رسول کریم کے ساتھ خدا کی باتیں ہیں۔</p>	<p>شانِ عہدیت میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ارشاد بانی ہے: ﴿فَلْيَأْنِ رَبِّي عَمِّي كَوْنِي﴾ (نمل/۳۰) بے شک میرا رب غمی ہے کریم ہے۔</p>
<p>شانِ محبوبیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو رؤف اور رحیم فرماتا ہے۔ ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (توبہ/۱۲۸) (رسول پاک ﷺ) ایمان والوں پر بہت مہربان نہایت رحم فرماتے والے ہیں۔</p>	<p>قرآن حکیم کا ارشاد ہے حضور نبی کریم ﷺ شانِ عہدیت سے فرماتے ہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَوْفٌ رَحِيمٌ﴾ (لقہ/۱۳۳) بے شک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر نہایت مہربان ہے حد رحم والا ہے۔</p>

شانِ عہدیت	شانِ محبوبیت
<p>شانِ عہدیت میں حضور ﷺ خود کو اہمیت درجہ دینا چکا کر غر و نیاز کا حکم اہم بنا کر پیش کرتے ہیں۔</p> <p>جب حضور ﷺ شانِ محبوبیت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو خدا کی ذات آپ کو کالات کی بلند یوں کی انتہا سے ہستار کرنے لگتی ہے یہاں تک کہ آپ کے مقام کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگانا بھی کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ گویا شانِ محبوبیت میں خدا اپنے محبوب کو بلند سے بلند تر مقامات عطا کرتا چلا جاتا ہے۔</p>	<p>شانِ عہدیت میں حضور ﷺ خود کو اہمیت درجہ دینا چکا کر غر و نیاز کا حکم اہم بنا کر پیش کرتے ہیں۔</p> <p>جب حضور ﷺ شانِ محبوبیت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو خدا کی ذات آپ کو کالات کی بلند یوں کی انتہا سے ہستار کرنے لگتی ہے یہاں تک کہ آپ کے مقام کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگانا بھی کسی فرد بشر کے بس کی بات نہیں۔ گویا شانِ محبوبیت میں خدا اپنے محبوب کو بلند سے بلند تر مقامات عطا کرتا چلا جاتا ہے۔</p>
<p>حضور ﷺ کو شانِ عہدیت اس لئے عطا ہوئی کہ ہم اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کر کے اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں۔</p>	<p>حضور ﷺ کو شانِ عہدیت اس لئے عطا ہوئی کہ ہم اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کر کے اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں۔</p>

شانِ عہدیت	شانِ محبوبیت
شانِ عہدیت میں حضور ﷺ مجسمِ خلق عظیم اور تواضع و انکساری کا پیکر دکھائی دیتے ہیں۔	حضور ﷺ کی حقیقی عظمت شانِ محبوبیت کی آیتِ دار ہے اس مقام پر آپ لامکان کی بلند یوں اور قابِ قوسین کی رفعتوں پر سر قمر از نظر آتے ہیں۔

ذاتی اور عطائی علمِ غیب

شانِ عہدیت

جب مقامِ عہدیت درپیش ہوتا ہے تو حضور ﷺ اپنے تمام کمالات کی فحی کرتے ہوئے خود کو ہار گاہ رب العزت میں جھکاتے ہیں اور ہر کمال کو اپنے مولا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

جب حضور ﷺ سے ان کے علم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو مقامِ عہدیت پر وہ علم کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا 'عظیم و خیر ذات فیہ اللہ تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِنُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُرُوقِ الْبَحْرِ﴾ (انعام/۵۹) اور غیب کی ساری کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے جو کچھ شک و تر میں ہے۔

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ﴾ (ہمل/۶۵) اے حبیب ﷺ تم فرمادو کہ غیب نہیں جانتے ہو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے

«إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ» (الزمر/۳۴) بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم وہی پانی برساتا ہے اور چاہتا ہے جو کچھ ماگوں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس و کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں وہ مرے گی بیشک اللہ تعالیٰ چاہنے والا بتانے والا ہے۔

«قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ» (انعام/۵۰)
تم فرماؤ کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ قریب جان لیتا ہوں۔

«قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمُوا صُلُوحَ آلِهَتِكُمْ إِنَّكُمْ لَعَالَمُونَ الْغَيْبِ لَا تَسْأَلُونَنِي بِالشَّيْءِ الْحَبِيرِ وَمَا عَلَّمَنِ الشُّعْرُ» (اعراف/۱۸۸) تم فرماؤ کہ میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا خود بخود نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں خود غیب جان لیا کرتا تو بہت سی ہدایاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

«فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ» (یونس/۲۰)
تم فرماؤ کہ غیب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔

«وَاللَّهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِي يُزْجِعُ الْأُمُوتُ كُلَّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ» (زور/۱۲۳) اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب اور اسی کی طرف ہر چیز لوٹائی جاتی ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ نہ رکھو۔

«إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ» (فاطر)
بیشک آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے وہی دلوں کی بات جانتا ہے

﴿عَلَّمَ الْغَيْبَ لَا يَخْزِبُ عَنْهُ يَنْقَالَ ذَرَّةٌ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ﴾
(سہا/۳) اللہ عالم الغیب ہے آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر کوئی چیز بھی اُس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

﴿لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرُهُ وَأَسْتَعِ﴾ (کہف/۲۶) اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔ کیا ہی عجیب اس کا دیکھنا ہے اور کیا ہی عجیب اس کا سننا ہے۔ مذکورہ آیات اللہ تعالیٰ کے ذاتی اوتاری واپسی اور لامحدود علم غیب کو بیان کرتی ہیں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اعلان آپ کی شانِ عبادت کو ظاہر کرتا ہے۔

شانِ محبوبیت

مقامِ محبوبیت میں جب حضور فی کریم ﷺ کے علم سے متعلق یہی سوال باری تعالیٰ سے کیا جاتا ہے تو اپنے محبوب کے علم کے بارے میں قرآن حکیم کے الفاظ میں جواب یوں مرحمت ہوتا ہے:

﴿وَمَا كُنَّا اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَخْتَصِي بِمَنْ يُشَاءُ﴾
(آل عمران/۱۵۹) اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں ہے کہ اسے عام لوگوں میں غیب کا علم عطا کرے ہاں اُس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے (اللہ تعالیٰ اپنے چننے والے رسول (منتخب رسول) کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ حضور ﷺ کو رسولِ منتخبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ رسولوں میں آپ اللہ تعالیٰ کے منتخب رسول ہیں جب خدا نے انہیں غیب پر مطلع فرما دیا تو اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ خدا کی عطا سے انہیں غیب کا علم حاصل ہو گیا ہے۔ یہ شانِ محبوبیت ہے)

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (نساء/۱۱۳)

اور اس نے آپ ﷺ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا نفل ہے۔

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (نحل/۸۹) اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے اور جب وہ کتاب ہی رسول پر نازل کر دی گئی اور کتاب کے سارے علوم و اسرار رسول کو عطا کر دئے گئے تو اب کون سی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دائرہ علم و ادراک سے باہر رہ گئی ہو)

﴿عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ (جن/۲۷) غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (سارے رسولوں میں حضور ﷺ کی جو شان ارفع و اعلیٰ ہے وہ کسی پر حق نہیں ہے لہذا حضور ﷺ کو علم غیب خاص عطا کیا گیا ہے یہ شان محبوبیت ہے)

﴿وَنُفِثَ عَلَىٰ الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (نکویر/۲۳) اور یہ نبی غیب بتانے پر نیک نہیں ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ نہ صرف یہ کہ خود غیب جانتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی غیب کی بات بتاتے ہیں)

﴿الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ (رحمن/۳) رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا انھیں ماکان و مایکون کا بیان سکھایا (یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا)۔

(رسول اللہ ﷺ کو بطائے خداوندی ماضی اور مستقبل کی دونوں سمتوں میں غیب کا علم حاصل ہے۔ یہ شان محبوبیت ہے) صاحب لواک سید المرسلین

رحمتہ للعالمین ﷺ اپنی شان محبوبیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي (سنن الدارمی) بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے۔

(مفسر ﷺ بطائے خداوندی انعامات تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ انعامات اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے: ﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ بیشک ہم نے آپ کو کثیر (بے حد و بے حساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

﴿ الْكَرَامَاتِ وَالْمَفَاتِيحِ يَوْمَئِذٍ بَيِّدِي (مفسرہ الصالح) اس قیامت کے روز کرامت اور تمام فزائوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔

﴿ أَوْتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ (مفسرہ الصالح) مجھے زمین کے خزانوں کی کھجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

﴿ إِنَّا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فُخْرَ وَ إِنَّا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فُخْرَ وَ إِنَّا شَافِعُ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ وَلَا فُخْرَ (سنن الدارمی) میں تمام نبیوں کا قائد ہوں لیکن کوئی فخر نہیں ہے میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے میں شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت قبول ہونے والی ہے لیکن کوئی فخر نہیں۔

﴿ إِنَّا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بَعَثُوا وَ إِنَّا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَ إِنَّا خَطِيبُهُمْ إِذَا انْصَتُوا وَ إِنَّا مُشْفَعُهُمْ إِذَا جَسُوا وَ إِنَّا مُبْشِرُهُمْ إِذَا أَيْسَرُوا الْكَرَامَةِ وَالْمَفَاتِيحِ يَوْمَئِذٍ بَيِّدِي وَلَوْ أَلِ الْحَمْدُ يَوْمَئِذٍ بَيِّدِي وَ إِنَّا أَكْرَمُ وَلَدِ أَدَمَ عَلَى رَبِّي يُطَوَّفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَانَهُمْ بَيْضُ مَكُونٍ أَوْ لَوْ مَنْشُورٍ (سنن الدارمی الجامع الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل ائمتہ ﷺ)

روزِ محشر مجھے تمام لوگوں سے پہلے اٹھایا جائے گا اور میں تمام لوگوں کے دُعا کا سہارا ہوں گا اور جب سب خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ مشکل میں پھنسے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ ناامید ہوں گے میں انہیں بشارت دوں گا۔ تمام کرامتیں اور (خدا کی عزتوں) کی چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لوائے حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا مجھے میرے رب کی قسم میں بنی آدم میں سے افضل پیدا کیا گیا ہوں اور میرے ارد گرد ایک ہزار خدام طواف کرتے ہوں گے وہ ایسے ہوں گے جیسے سفید موتی یا چمکتے ہوئے درمنثور۔

﴿اعلیٰ درجۃ فی الجنة لا ینالھا الا وجل واحد وأرجو أن اکون انا هو﴾ (مشکوٰۃ المصابیح، الترمذی) جنت میں ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے جہاں کسی کی رسائی نہ ہوگی مگر ایک ہستی کی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا۔

﴿انما کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر﴾ (المصابیح، الترمذی) کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ) جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیوں کا امام ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کروں گا بغیر فخر کے

شانِ عہدیت

مقامِ عہدیت پر حضور ﷺ اپنے آپ کو یکبر، مجزوم نیاز اور ادنیٰ و بے کس بندہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی امتی کو حق نہیں پہنچتا کہ سید عالم ﷺ کے عایت درجہ مجزوم نیاز تو اضع و انکسار اور شوع و خضوع کے پیش نظر آپ کے مقام رسالت کا تعین کرنے لگے اور آپ ﷺ کے مظاہر بندگی سے دھوکا کھا کر آپ کے معیار رسالت کو

ایک عام بشر کے درجے پر لے آئے حضور ﷺ کے بارے میں ایسے سلفی اور کمتر خیالات کو دل میں جگہ دینا متاح ایمان کو غارت کر کے رکھ دیتا ہے۔

حضور ﷺ کے مقام عہدیت کو ایک سادہ فہم مثال سے ذہن نشین کیا جاسکتا ہے فرض کیجئے کوئی باپ اپنے یا شہور بالغ بچوں کے سامنے اپنے بوڑھے والدین کو گوار کی خدمت میں انتہائی موہپ اور متواضع انداز اختیار کئے رہتا ہے اس کے پاؤں دھاتا ہے جوتے سیدھے کرتا ہے اور اس کی خدمت گزاری اور ناز و برداری میں کوئی کسر اٹھائے نہیں رکھتا تو کیا اس کے بچوں کے لئے اپنے باپ کو خادم کا درجہ دینا روا ہوگا۔ اگر بچوں کی تربیت صحیح ٹیچ پر ہوتی ہے تو وہ اپنے باپ کی اس تواضع اور خدمت گزاری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے لائق تقلید سمجھیں گے۔ اسی طرح ایک استاد کا اپنے شاگردوں کے سامنے اپنے من رسیدہ استاد کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرنا بھی اپنے شاگردوں کے دل میں استاد کی قدر و منزلت بڑھانے اور استاد کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

اسی تمثیل سے حضرات انبیاء اور آقا نے ہمارے ﷺ کی عبادت گزاری اور اظہار عجز و نیاز کو دیکھ کر کسی امتی کا ان کی شان کے منافی سوء اوپ کے کلمات زبان پر لانا اس کے ایمان کو خطرے میں ڈال دے گا۔

بندگان خدا عہدیت کے ارتقائی مدارج طے کر کے جب کمال حاصل کرتے ہیں تو انھیں مقام شکر تک رسائی نصیب ہوتی ہے جس پر انھیں بارگاہ ایزدی سے یہ خوشخبری سنائی جاتی ﴿لَقَدْ سَخَّرَ مُنَّكَ لَا يَذُنُّكُمْ﴾ (انعام/۱۳۲) اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا۔

شکر بجالانا اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مزید دروازے کھول دینے کا موجب بنتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَمَا تَوَاضِعُ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ (صحیح مسلم)

جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس (کے سوا) کو بلند کر دیتا ہے۔
 حضور ﷺ کے اس قول مبارک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بندہ جیسے جیسے اللہ
 تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اس کے درجات بلند سے بلند
 تر کر دیئے جاتے ہیں۔

اس تمہید اور گفتگو کا حاصل یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ مقام عیدیت پر جو کچھ اپنی
 ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب فرماتے ہیں وہ فقط آپ کا حق ہے اور کسی
 کے لئے روا نہیں کہ وہ چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق ان ہی کلمات کو اپنی
 زبان پر لائے۔

جو حضور ﷺ نے اپنی نسبت اظہار بندگی کے طور پر ادا فرمائے تھے۔ یہ حق
 کسی کو حاصل نہیں کہ وہ مقام عیدیت پر حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے
 ہوئے کلمات کے پیمانے پر آپ کے مقام و مرتبہ کو ناپنے لگے۔

مقام بندگی کے مظہر کلمات عجز و نیاز کی بنیاد پر حضور ﷺ کی پیغمبرانہ
 عظمت کا تعین کرنا اہل ایمان کا حق نہیں بلکہ ان کا شیوہ تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ
 سرکار رسالت سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ذکر باری تعالیٰ کے نوازے
 ہوئے القابات رحمۃ اللعالمین حامل فضل عظیم صاحب خلق عظیم صاحب قاب
 قوسین مالک حوض کوثر امام المرسلین اور صاحب حق مبین جیسے قرآن حکیم میں
 فرمائے ہوئے القابات توصیفی انداز میں بیان کرے۔

شہانِ محبوبیت

مقامِ محبوبیت پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ان توصیفی کلمات سے روشناس کراتے ہوئے اپنی ساری نعمتیں اپنے محبوب کی جھولی میں ڈال دیتا ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكُوعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَتَانَهُمْ فِي وَجْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ نَبِئُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَتَّلَهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ (فتح/۲۹)

(جانِ عالم) محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں تو انھیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا پاتے۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے۔ یہ ان کی صفتِ تورات میں ہے اور ان کی صفتِ انجیل میں بھی ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَبِإِذْنِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (التوبہ/۳۳، الصفہ/۹/۹) وہی (قادِر مطلق)

ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کر دے اُسے تمام دینوں پر اگرچہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مشرکوں کو۔

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَبِإِذْنِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَتَحَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾ (التوبہ/۲۸/۲۸) وہی (قادِر مطلق) ہے جس نے بھیجا

اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دینِ حق دے کر تاکہ غالب کر دے اُسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأُذُنِهِ
وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ (الحجرات ۳۳/۳۶) اے نبی مکرم: ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب
سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بد وقت ڈرانے والا اور دعوت والا اللہ
کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا (شیاء القرآن)

اے شیب کی خبریں بتانے والے پیچک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر خوش خبری دینا اور ڈر
سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بکاتے والا اور چمکاتے والا چرائے۔ (اکثر ایمان)
﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾
(فرقان/۱) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عہد خاص پر قرآن اتارا جو
سارے جہانوں کے لئے نذیر ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّنَاسٍ بِشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَعْلَمُونَ﴾ (مہمہ ۳۳/۳۸) اور میں بھیجا ہم نے آپ کو ہر تمام انسانوں کی طرف
بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ ذَرُؤُهُ وَهُوَ وَجِيہٌ﴾ (نور) بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک
برگزیدہ و رسول تم میں سے تمہارا گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں چڑتا بہت ہی خواہشمند
ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرماتے والا بہت رحم فرماتے والا ہے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي
ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (ال عمران)

یہیما یزاد احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا اُن میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے اُن پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت (کتاب و سنت) اگر چہ وہ اس سے پہلے بھی کھلی گمراہی میں تھے۔

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (البقرہ)
وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سکھاتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

﴿إِنَّا أَوْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزُّوهَ وَتَوْقِرُوهُ وَتَسْبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الفجر ۳۸/۹) بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر دینا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (سجہ ۱۱ بیان)

بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سننے والا (لہ آپ سے) ہر وقت ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم اُن کی مدد کرو اور دل سے اُن کی تعظیم کرو اور پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام (غیا و القدر ان)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَبِينًا﴾ (اعراف ۱۵۸)

تم فرما دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بجرا آیا) ہوں۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّنَاسٍ يَشْعُرُونَ وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سجہ ۳۸/۲۸)

اور نہیں جیسا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور تندید بنا کر رکھیں (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿يَسَىٰ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾
(یس/۴) یس ہے حکمت والے قرآن کی! جبکہ تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعُدُوا عَن يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاعْقُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ سَبِيحٌ عَلِيمٌ﴾ اے ایمان والو! اللہ اور رسول پر سبقت مت کرو (وہاں آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو) اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ تمہاری حرکتوں کو دیکھتا ہے تمہاری ہر باتوں کو سننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ
بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٠﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور اُن کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلا تھے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں فخر تک نہ ہو۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْضَرُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلَا يُؤْتِيهِمْ لِقَائَهُمْ غُفْرَةً وَآجُرٌ عَظِيمٌ﴾ یہ لوگ جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز پست کرتے ہیں (اپنی فطری آواز کو دبا دیتے ہیں جس کو اُچار کرنے کی طاقت ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ جس کو بڑھانے کی استعداد ہے اس کو دبا رہے ہیں) یہی دو لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تنقو سے کے لئے چُنا لیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٣﴾

پیشک جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس خود تشریف لاتے تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾
(انفال/ ۲۴) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے پکارنے پر حاضر ہو جاؤ جب رسول تمہیں اس چیز کیلئے پلائے ہیں جو تمہیں زندگی بخشنے گی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْتَغْفِرُوا لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ الْيَمِّ﴾ (بقرہ/ ۱۰۳) اے ایمان والو! ﴿دوران گفتگو کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے﴾ راعنامت کہا کرو بلکہ یوں عرض کیا کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے نبی کے ارشادات خوب فہم سے سنا کرو۔ اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (النور) رسول اللہ ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَادَاكُمُ الرَّسُولُ فَقُولُوا بِإِذْنِ نَحْنُكُمْ صَدَقَةٌ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا قَالًا لِلَّهِ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (نجاد/ ۱۲)

اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرتا یا ہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت سہرا ہے پھر اگر تمہیں اس کی مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الحجہ/ ۳)
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جانتے والا ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبیات کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔
یہ آیت کریمہ حمد الہی بھی ہے اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ بھی۔ یہ ساری صفات اللہ تعالیٰ
کی ذاتی اور حضور ﷺ کی عطائی ہیں)

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران/۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ
تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (احزاب/۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا وہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا
﴿(احزاب/۱۷) اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح
دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ (البقرة)

بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حق کے ساتھ بشیر اور نذیر کے طور پر۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الاحزاب/۱۰۷)

اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو مہربانیاں رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِالنُّبِيِّينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ (الاحزاب/۷)

نبی مومنوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ
مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر اور جانوں کے مالک ہیں۔

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾

اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا کیونکہ آپ ان میں ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَلَا تُؤْمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ﴾

اے لوگو! تحقیق آگیا ہے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے، پس تم ایمان لاؤ یہ بہتر ہے تمہارے لئے۔

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُزُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ (المائدہ/۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (الفرقان ۲۵/۵۶)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شان محبوبیت میں یہ چند آیات کریمہ پیش کی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بخیر ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعت مرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کریم کا ہر موضوع اپنے اپنے والے محبوب ﷺ کے محامد اور اوصاف کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

مُحِبَّتِ رَسُوْلِی

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی میرا ایمان بھی روح ایمان بھی
 مہبط وحی آیات بھی اور قرآن بھی روح قرآن بھی
 نور و بشری کا یہ اعتراف حسین جیسے انگشتری میں چمکتا انگلیں
 عالم نور میں نور میں بھی عالم انس میں پیک انسان بھی
 مجھ سے مت پوچھ معراج کا واقعہ ہے مشیت کے رازوں کا اک سلسلہ
 دل کو ان کی رسائی پر ایمان بھی عقل ایسی رسائی پر حیران بھی
 کہا ہوتا ہے قیامت کا میں ماجرا رمتوں غفلتوں کا ہے اک محرکہ
 دل کو انکی شفاعت پر ایمان بھی عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی
 ہو ترا مثل کوئی کبھی اور کہیں دب نہ رکھا نہیں اسکا امکان بھی

شانِ محبوبیت اور سنتِ الہی

انبیاء و مرسلین کے درمیان حضور سید المرسلین ﷺ کی شانِ محبوبیت
 امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ دیگر انبیاء کو اپنی امت کے اعتراضات کا جواب
 خود دینا پڑا لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے خود اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے
 اعتراضات کا جواب دیا ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مخالفین کے
 اعتراضات کا جواب دینا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

کفار کے اعتراضات

اور

اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے جواب

(۱) کفار مکہ نے کہا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ﴾ (حجر/۶)

اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے تم یقیناً مجنون ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

﴿مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾ (قم/۲)

آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

(۲) کفار مکہ نے مسلمانوں سے کہا:

﴿إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا زَجَلًا مَّسْحُورًا﴾ (فرقان/۸)

تم ایسے شخص کی پیروی کرتے ہوئے جس پر جادو ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿أَنْظُرْ كَيْفَ هَضَبُوا لَكَ الْأُمْتَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا﴾

(فرقان/۹) اے محبوب! دیکھو کہ کیسی باتیں یہ تمہارے متعلق کہہ رہے ہیں یہ

ایسے گمراہ ہو گئے کہ اب ہدایت کی کوئی راہ ان پر نہیں نکل سکتی۔

(۳) کفار مکہ نے قرآن کی بابت کہا:

﴿لَوْ نَشَاءُ لَفُتَلْنَا بِقُلِّ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ (الغالب/۳۱)

اگر ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے۔ یہ تو صرف انگوٹوں کے قصے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿قُلْ لِّعَلِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ

لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (بنی اسرائیل/۸۸)

اے محبوب تم فرما دو کہ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس

قرآن کے مثل کچھ بنا کر لے آئیں تو اس کا مثل وہ ہرگز نہیں لائیں گے اگرچہ

سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔

(۴) کفار مکہ نے کہا:

﴿مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَنْشَرُ فِي الْأَسْوَاقِ﴾ (فرقان/۷)

یہ کیا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

﴿وَمِمَّا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَنْشَرُونَ

فِي الْأَسْوَاقِ﴾ (فرقان/۲۰) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب

ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔

(۵) کفار مکہ نے کہا:

﴿لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ (مدہ/۲۳) (اے محمد ﷺ) تم رسول نہیں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا۔

﴿يَسْـَٔلُكَ وَالْقُرْآنَ الْعَكِيمَ ۚ إِنَّكَ لَعَيْنُ الْمُرْسَلِينَ ۚ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (یس/۳) یس۔ قسم ہے عمت والے قرآن کی! بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

(۶) کفار مکہ نے کہا:

﴿أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا﴾ (نبی اسرائیل/۹۴)

کیا اللہ تعالیٰ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔

﴿قُلْ لَوْ كُنَّا فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةً يَّمُشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا﴾ (نبی اسرائیل/۹۵)

اے محبوب تم فرما دو کہ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتہ اتارتے۔

نزول قرآن اور شانِ عبدیت

حضور ﷺ چونکہ کمالِ عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے آپ افضل مخلوقات اور اشرف کائنات ہیں اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں جہاں حضور ﷺ کے بلند ترین خصائص و کمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص الٰہی انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین القاب کے طور پر حضور ﷺ کو عبدی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے۔

سب سے بڑی نعمت و دولت قرآن حکیم کی تشریل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔
 ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾
 (فرقان/۱) بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے عہد خاص پر قرآن اتارا جو
 سارے جہانوں کے لئے نذیر ہے۔

بڑی (خبر و) برکت والا ہے۔ وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر
 تاکہ وہ بین جائے سارے جہاں والوں کو (غضب الہی سے) ڈرائے والا (ذیالفرقان)
 اس آیت کا ترجمہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ کیا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے
 اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہو۔ (کنز الایمان)

حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی عہدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا
 خیال حضور ﷺ کی طرف جاتا ہے خیال رہے کہ عید اور عیدہ میں بڑا فرق ہے
 عید تو رحمت الہی کا منتظر ہے اور عیدہ کی رحمت الہی منتظر ہے۔ عیدہ وہ ہے جس کی عہدیت
 سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو حضور ﷺ بے نظیر بندے ہیں ﷺ
 (نور العرفان)

قرآن کا نزول اس عہد کامل پر ہوا جہاں عیوویت کی انتہا ہو جاتی ہے عیوویت
 کے اس اعلیٰ وادفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رہنمائی ہے اور اس کے نزول
 کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب ترین اور اکمل ترین بندہ سارے جہانوں کو اللہ
 تعالیٰ کی حکمت عہدہ کی خوفناک انجام سے بروقت متنبہ فرمادے۔

لہذا مبین کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی نبوت و رسالت سارے جہانوں کے لئے
 ہے اللہ تعالیٰ کے وہ اکائیات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب کے لئے آپ رسول
 ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا حضور ﷺ کی رسالت کا پرچم لہرا تا رہے گا۔

سورۃ کہف میں فرمایا گیا۔

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۙ
(الکہف/۱) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے
(محبوب) بندے پر یہ کتاب اور نہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی (اور معاش
و معاد کو) درست کر دیا لی ہے (نہیاء القرآن)

سب ستائشیں اسی ذات سے بہتا گزریا ہیں جس نے اپنے محبوب بندے پر یہ
کتاب نازل فرما کر انسانیت کی شپ و بچور کو صبح نور سے آشنا کیا ہے۔ عبد و دے
مرا و صاحب قرآن اور الکتاب سے مُرا و قرآن کریم ہے۔ عبد و میں کوئی التماس
نہیں۔ کیونکہ مقام عہدیت کاملہ پر صرف یہی ذات باہر کات فائز ہے اور قاعدہ ہے
کہ جب کوئی چیز کسی صفت میں اوج کمال پر پہنچتی ہے تو جب اس صفت کو مطلقاً ذکر کیا
جائے تو اس سے مُرا و دہی موصوف ہوگا۔

جس کسی کو عہدیت کا جتنا کچھ عرفان نصیب ہوا اسی کے عظیم ہوا۔

تمام انبیاء و حضور ﷺ کے مخر کرم سے چلنو بھر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے اہر
رحمت سے ہونے تر کر رہے ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جس کا ظاہر و باطن مکمل
ہے۔ پھر کائنات کے خالق نے اس سراپا کسمن و غولبی کو اپنا حبیب منتخب فرمایا ہے۔
اسی طرح جب اللہ بکجا جائے گا تو فوراً زمین اس محض کاملہ اور نسو گیمیا کی طرف
منتقل ہوگا جو قرآن کے نام سے ہمارے پاس موجود ہے۔ جس طرح صاحب کتاب
اپنی شان عہدیت اور مقام بندگی میں بے نظیر ہے اسی طرح یہ کتاب بھی بے عدیل
ہے (تفسیر نہیاء القرآن)

تکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

تمام تعریفیں حمد ہوں یا ثنا قبیح ہو یا تقدیس ابدی ازل قدیحی حدیثی استقراری استقراری باقی عارضی۔۔۔ سب اسی اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جس نے عظیم کرم رحمت شفقت انعام اعلام احسان فرماتے ہوئے اس معراج پر چڑھنے والے عہدہ اپنے ایسے عظیم بندے پر نیچے اتار کر نازل فرمائی ایک قدیمی کتاب۔ وہ بندہ جس کی شان عرش فرش لامکان پر عہدہ ہے وہ عہدہ جس کی عہدیت اوج کمال پر ہے جس کی عہدیت کے لئے کسی جہت سمت مکان و زمان وقت و سماعات مسجد و مدرسہ خانقاہ محاررات کی قید نہیں جس کی عہدیت نے ہماری زمین کو مسجد اور ساری شریعت کو عالمگیر مصلیٰ بنا دیا۔ ایسے بندے پر وہ عظیم کلام نازل فرمایا جو ازل قدیم سے کتاب ملکوتی و قانون جبروتی ہے۔

معراج عہدیت کی شان ہے کہ عہدہ بندی پر پہنچا اور نزول کتاب نورانیت کی شان ہے۔

نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے عہد ہیں اور تمام مخلوق بھی بندے مگر فرق یہ ہے نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے عہد مطلق ہیں اور باقی تمام عہد مقید ہیں۔ عہد مطلق کسی کا محتاج نہیں ہوتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لیکن عہد مقید عہد مطلق کا محتاج ہوتا ہے یہ فائدہ عہدہ فرمانے سے حاصل ہوا۔ اس لئے کہ عہد مطلق عہد حقیقی ہوتا ہے اور عہد حقیقی عہد کامل بن کر محبوبیت کے مقام پر قائم ہو جاتا ہے محبوب کو کسی غیر کا محتاج نہیں چھوڑا جاتا۔ (تفسیر نعیمی)

صورۃ الہدیہ میں بھی حضور ﷺ کو عیدہ کے خصوصی لقب سے یاد فرمایا گیا۔
 ﴿هُوَ الَّذِي يُسَبِّحُ عَلَى عِبَادِهِ ابْنٌ بِعَيْنٍ يُخْبِرُكُمْ بَيْنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى
 النُّجُودِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَأَوَفُّ وَفَّ رَحِيمٌ﴾ (الہدیہ/۹) وہی ہے جو نازل فرما رہا
 ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے)
 اندھریوں سے (ایمان کے) نور کی طرف۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے
 ساتھ بڑی شفقت فرماتے والا ہمیشہ رحم فرماتے والا ہے۔

معراجِ عبدیت

﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْوَى بِعَبْدِهِ﴾ (بنی اسرائیل/۱)
 (ہر عجز و ناتوانی سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے محبوب بندے
 کو سیر کرائی۔

حضور ﷺ کا عظیم الشان معجزہ واقعہ معراج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 محبوب بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد الحرام
 (کعبہ اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی سیر کرایا اور وہاں سے ساتوں آسمان
 کا طویل سفر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور آیات حیات
 دکھائیں نشانوں کی تفصیلات میں انبیاء سابقین سے ملاقات مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء
 و سابقین کی امامت ملاء اعلیٰ کے فرشتوں سے ہمکلامی آسمانوں کے عجائب و غرائب کا
 معائنہ جنت و دوزخ کی سیر، سدرة المنتی اور عرشِ اعظم کا مشاہدہ اور سب سے بڑھ کر
 لامکان تک عروج اور ذات کبریا کا دیدار یہ ساری چیزیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

حضور ﷺ کا ذکر ﴿يَعْبُدُهُ﴾ بندے خاص کے لفظ سے فرمایا ہے۔ جس کی متعدد تختیاں ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی بے مثل رفعت شان اور علوم تربت کو، کچھ کرامت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس طرح عیسائی کلمات عیسوی کو دیکھ کر مبتلا ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ بارگاہِ وحدت میں مقام ﴿قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ پر غارتز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: ہم اشرفک یا محمد اے سرایا حمد و ستائش۔ آج میں تجھے کس لقب سے سرفراز کروں تو حضور ﷺ نے جواباً عرض کی بِنَسَبَتِي إِلَيْكَ بِالْعِبُودِيَةِ مجھے اپنا بندہ کہنے کی نسبت سے شرف فرما۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر معراج کے وقت اسی لقب کا ذکر فرمایا جو اس کے صیب نے اپنے لئے خوء پسند فرمایا تھا۔ غزالی دورانِ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

معراج کے بیان میں عہدہ فرمایا کہ اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ باوجود اس قرب عظیم کے جو شب معراج میں میرے صیب ﷺ کو حاصل ہوا وہ میرے عہد ہی میں معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اللہ کی عید ہے لیکن جس کو تمام عباد کا ملین میں سب سے زیادہ کامل اور عباد کامل کہا جاسکے وہ وہی ہے جسے عہدہ سے تعبیر فرمایا ہے عہدہ کے معنی ہیں اللہ کا بندہ اور اللہ کی بندگی کا سب سے بڑا کمال اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی نزدیکی ہے اسراء اور معراج میں اس عہد مقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا جو قرب نصیب ہوا اور مرتبہ قلاب تو سین کی نزدیکی حاصل ہوئی وہ اولین و آخرین میں سے آج تک نہ تو کسی کو حاصل ہوئی ہے نہ ہوگی اور نہ ہو سکتی ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے جملہ عباد میں عہد کامل صرف عہدہ ہے (معراج النبی ﷺ)۔ غزالی دورانِ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ

حضور نبی کریم ﷺ دنیا میں شان رسالت سے تشریف لائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شان عہد بیت سے حاضر ہوئے اس لئے یہاں عہد فرمایا۔

نبی کریم ﷺ روف رحیم کے پڑا لقب اور صفاتی نام ہیں گھر آج و سولہ حبیبہ 'مزمحل' مدثر' یس' طہ' نہیں فرمایا بلکہ 'عبد' فرمایا۔ یہ اس لئے کہ رسول نبی وغیرہ قانونی اور عہدے کے نام ہیں وہ دفتر اور دربار میں بولے جاتے ہیں لیکن آج تو اپنے گھر و انجی ہے لہذا گھر کا لقب بولا گیا۔ یا اس لئے کہ بندوں کے پاس گئے تو رسول نبی رحمت عالمین بن کر گئے آج اپنے رب کے پاس آ رہے ہیں لہذا یہی لفظ مناسب یا اس لئے کہ اے کائنات و الوحم ہمارے حبیب کو پکارو تو آقا مولیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ ہم پکاریں تو ﴿بَعْدُ﴾

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام دوسرے آسمان تک گئے تو نصاریٰ نے ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔ احمد بھٹی حضور ﷺ تو لوح و قلم سے آسمان نکل گئے۔ کہیں یہ دیکھ کر کوئی گمراہ نہ ہو جائے اس لئے فرمایا ﴿بَعْدُ﴾ کہ عروج خواہ کتنا ہی ہو مگر عہدیت کا تاج پہننے ہی رہے۔ یا اس لئے کہ عہد تو ساری کائنات ہے مگر عہدہ یعنی بندے خاص صرف محمد ﷺ ہی ہیں۔

حضور ﷺ جب معراج سے سرفراز فرمائے گئے تو شب اسری عالم بشریت کے جملہ کمالات بیت المقدس پر تمام ہو گئے۔ اور عالم نورانیت کے مقامات و کمالات سدرۃ المنتہی پر ٹھٹھک کر رہ گئے۔ لیکن ہیکر محمدی ﷺ اپنے

تمام تر جلوؤں کے ساتھ قاب قوسین پر عادی ہو گیا۔ یہ شانِ شانِ عبدیت ہے جس کی ہمسری بشریت اور نورانیت مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ کی عبدیت ان الفاظ سے ظاہر ہے ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ (التجیم/۱۰) پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی (جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وحی فرمائی)

جس کی حقیقی معرفت تک رسائی نہ عالم بشریت کا کوئی فرد حاصل کر سکتا ہے اور نہ عالم نورانیت میں کسی کو اس کی کامل معرفت نصیب ہو سکتی ہے۔

عقیدہ توحید

اور

جشن میلاد النبی ﷺ کا باہمی تعلق

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھا مَرَدُوں کو زندہ کرتے دیکھا، کوزیموں کو شفا یاب کرتے دیکھا، ماورزادنا اپنے کو صحت مند اور توانا کرتے دیکھا، دوسرے معجزات اور تصرفات کو دیکھا، ان کمالات کو دیکھ کر اپنے نبی کو خدا بنا بیٹھے، ظاہر ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات معجزات مصطفوی ﷺ کا درجہ نہیں رکھتے۔ حضور ﷺ کے معجزات تو عام

انبیاء علیہم السلام کے معجزات پر حاوی ہیں۔ پہلے امتوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے کمالات کو دیکھ کر ان کی نسبت خدا کی کا دعویٰ کر دیا۔

امت مصطفوی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فیض ہے کہ اس نے اس امت کو یہ شعور عطا کیا کہ تم قیامت تک رجب الاول کے مہینے میں اپنے نبی کی ولادت کو مناتے رہنا تاکہ ڈنکا بچتا رہے کہ اس نبی کی امت اس کو خدا نہیں بلکہ پیدا ہونے والا اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ نبی مانتی ہے اور جو پیدا ہوتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا۔ تو گویا میلاد مصطفیٰ ﷺ کا منانا حضور ﷺ کی نسبت خدا نہ ہونے کا اعلان کرنا ہے۔ نصاریٰ کے برعکس امت مسلمہ کا یہ عمل دراصل حضور ﷺ کی نسبت ہر شرک کے تصور کو توڑ کر پاش پاش کرنے کے مترادف ہے جب کہ میلاد نہ منانے میں شرک کا شائبہ ہو سکتا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ولادت کو کیوں نہیں منا رہا ہے؟۔۔۔ کہیں یہ تو نہیں سمجھتا کہ حضور ﷺ پیدا نہیں ہوئے !۔۔۔ تو ثابت ہوا کہ ولادت کا نسخہ شرک کو قطع کرنے کا نسخہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی امت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حضور ﷺ کے کمالات و امتیازات عظمت و رفعت اعلیٰ و ارفع مقام اور خصائص کے باوجود آپ کو معبود والہ نہیں سمجھتی اور نہ ہی حضور ﷺ کی عبادت کرتی ہے بلکہ جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہوئے توحید کے پرچم لہراتی ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ سے شرک کے شہات ختم ہوتے ہیں اور توحید الہی کا اعلان ہوتا ہے۔ یقیناً جشن میلاد النبی ﷺ عین توحید ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ سے حضور ﷺ کی عہدیت کا اظہار ہوتا ہے۔ معبود یا الہ کی میلاد نہیں ہوتی ہے۔

جس کی میلاد ہوتی ہے وہ عید کہلاتا ہے ۔۔۔ حضور مجی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندہ خاص ہیں۔ جشن میلاد النبی ﷺ میں اس بات کا بیان ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی میلاد مبارک ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ مکہ معظمہ میں ہوئی والدہ سیدہ آمنہ والد حضرت عبداللہ اور وہاں حضرت عبدالمطلب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات زمان و مکان سے پاک ہے۔ وہ یکتا ہے کسی کا محتاج نہیں سب سے بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی وہ جنا گیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

حضور مجی کریم ﷺ کا امتی ہر نماز میں کئی بار اعلان کرتا ہے کہ ﴿اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له﴾ واشھد ان محمدا عبده ورسوله ﴿﴾ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

اللہ کی سرتا بقدیم شان ہیں یہ

ان سائنیں انسان وہ انسان ہے یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان میں یہ

اگر ٹھوٹ رہو میں تو تو ہی سب کچھ ہے

جو کچھ کہا تو میرا کس ہو گیا محدود

وَاجِدُ تَعَوْنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلِّ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ

ہماری مطبوعات

محمدؐ اظم ہند علامہ سید محمد اشرفی قدس سرہ
 ✽ رسول اکرم ﷺ کے تحریریں و القیارات ✽ عرش پر فرش
 حضور شیخ الاسلام رئیس المتقین علامہ سید محمد مدنی اشرفی حیلانی
 ✽ اسلام کا تصور الازہر و دہلی صاحب ✽ اسلام کا نظریہ عبادت اور سود و غنم صاحب
 ✽ دین اور فاقہ مست دین ✽ محبت رسولی روح ایمان ✽ امام احمد رضا اور ارتقا و ترقی کا فنی مطالعہ
 ✽ محبت رسولی شرط ایمان ✽ محبت اہلبیت رسول ﷺ ✽ حقیقت نور محمدی ﷺ ✽ رحمت عالم ﷺ
 ✽ فضیلت رسول ﷺ ✽ شہداء کی تعلیم و ان کا توفیق ✽ الہی الہی ﷺ (علم مصطفیٰ ﷺ)
 صاحب تفسیر ضیاء القرآن علامہ محمد عیسیٰ کریم شاہ الہری
 ✽ سید امام حسین اور یحییٰ ✽ سید علی اور علقاۃ راشدین ✽ شیعوں کے گیارہ اعتراضات
 خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
 ✽ عورتوں کی نماز ✽ صحیح طریقہ غسل ✽ جادو و قرآنی علاج ✽ نماز جنازہ کا طریقہ
 ✽ احکام بیعت ✽ طریقہ قافہ ✽ قربانی اور حقیقہ ✽ آیات شفاء ✽ عقائد نظامیہ و دیوبند
 ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
 ✽ حقیقت شریک ✽ نکتہ و بدعت ✽ عورتوں کا حج و عمرہ ✽ الجہد بیٹ اور شیعہ مذہب
 ✽ روحانی علاج ✽ گھبراہٹ و غلاب الہی ✽ اسلامی ایم ✽ معجزات الہی و بیانات الہی
 ✽ جماعت احمدیہ کا فریب ✽ جماعت احمدیہ کا تادیب ✽ بعثت نبوی ﷺ ✽ توحید و استغفار
 ✽ شان رسالت ﷺ ✽ تفسیر آداب رسالت ﷺ ✽ شیطانی دوا میں کا علاج ✽ معارف و علم محمد ﷺ
 ✽ اللہ تعالیٰ کی کبریائی ✽ غنائل لا حول ولا قوۃ الا باللہ ✽ مہدیت مسیحی ﷺ
 ✽ زمرہ آخرت (عورتوں کے خصوصی مسائل کا قرآن) ✽ قصص النبیین من آیات القرآن
 ہماری دیگر مطبوعات: ✽ تصور بدعت ✽ غزواتی کلامیہ ✽ تبلیغ جماعت ✽ علم طیب
 ✽ عرض کیا ہے ✽ The Excellences of Durood Shareef
 ✽ قرآن مجید کے غلو ترجموں کی تکلفی ✽ تک اغزیست اور انکشاف اشرفی کی شریعت
 مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ روہ - حیدر آباد - اے پی